Al-Azhār

ISSN (Print): 2519-6707

Volume 7, Issue 2(July- December, 2021)

Issue:http: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/issue/view/17

URL: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/article/view/236

Article DOI: https://doi.org/10.46896/alazhr.v7i02.236

Title Recommendations of Council of Islamic Ideology on Rujoo, Nafaqah and iddah: An Analytical Study

Author (s): Pakiza Malik, Dr. Muhammad Hammad, Dr. Muhammad Munir Azher

Received on: 29 July, 2021

Accepted on: 29 November, 2021

Published on: 25 December, 2021

Citation: Pakiza Malik, Dr. Muhammad Hammad, Dr. Muhammad Munir Azher "Recommendations of Council of Islamic Ideology on Rujoo, Nafaqah and iddah: An Analytical Study," Al-Azhār: 7 no, 2 (2021):374-293

Publisher: The University of Agriculture Peshawar

Click here for more

رجوع،نان ونفقہ اور عدت سے متعلق اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کا تجزیاتی مطالعہ

(Recommendations of Council of Islamic Ideology on Rujoo, Nafaqah and iddah: An Analytical Study)

*پاکیزہ مالک

**ڈاکٹر حافظ محمد حماد

***منیر محمد اظہر

Abstract:

According to Islamic point of view, the family is an institution that begins with the legal bond of marriage. Marriage is a contract that affirms the mutual rights of husband and wife. Other rights, including wife's sustenance. Since the wife agrees to leave her family and other relatives and live with her husband, she reserves the right to be exempt from all financial obligations. In the Islamic family system, the husband is legally and morally responsible to provide for his wife according to her financial status. Similarly, a wife has the right to demand money from her husband. She can claim this right through the court at any time. The wife has this right only if she agrees to stay with her husband and does not disobey the husband's reasonable order. If so, the provision of care would be considered incorrect. This article discusses the provision of care and related issues contrary to the family laws of Pakistan which will provide in-depth awareness to the readers.

Key words: *Nafqah ,Talaq, Iddah, Nikah, Nazriyaticouncil*

…………………………………………………………………….

*پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اسلامیات، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، شعبہ اسلامیات، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

*** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، شعبہ اسلامیات، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

تعارف

اسلامی نظریاتی کونسل ملک کا ایک معتبر اور موقر آئینی ادارہ ہے۔ یہ ادارہ اُنسٹھ سال پہلے ۱۹۶۲ء میں قائم ہوا تھا۔ اس کے بنیادی مقاصد یہ ہیں کہ حکومت اور پارلیمنٹ کی راہنمائی کرے کہ کوئی قانون قرآن و سنت کے منافی نہ ہو۔ حکومت کسی معاملے پر کونسل کو ریفرنس بھی بھیج سکتی ہے۔ یہ بات بھی کونسل کے دائرہ کار میں شامل ہے کہ ملک میں اسلامی اقدار کے فروغ کیلئے تجاویز پیش کرے۔ اگرچہ ماضی میں اس کونسل کی سفارشات کو بہت زیادہ اہمیت نہیں دی گئی، نہ ہی اس کی سالانہ رپورٹ کو اسمبلی میں زیر بحث لانے کا دستوری تقاضا پورا کیا گیا، لیکن یہ امر اپنی جگہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ آج بھی اس ادارے کو احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ یہ ایک طرح کا تھنک ٹینک یا مشاورتی فورم ہے جس میں ملک بھر کے جید علماء، دانشوروں، مفکرین، ماہرین قانون اور اساتذہ کو نمائندگی دی جاتی ہے۔

مارچ ۱۹۴۹ء میں پاکستان کی دستور ساز اسمبلی نے وزیر اعظم نوابزادہ لیاقت علی خان کی قیادت میں قرارداد مقاصد منظور کی جو ۱۹۵۶ء کے آئین میں تمہید کے طور پر شامل کی گئی۔ ۱۹۸۵ء میں اس قرارداد کو آئین کے آرٹیکل ۲ الف کے طور پر دستور کا باقاعدہ حصہ بنادیا گیا۔ 1

آرٹیکل ۲۲۸ کی ذیلی شق (۲) میں اسلامی نظریاتی کونسل کی ہیئت ترکیبی کی وضاحت کی گئی ہے:

اسلامی نظریاتی کونسل کم از کم آٹھ اور زیادہ سے زیادہ بیس ایسے ارکان پر مشتمل ہو گی جنہیں صدران اشخاص میں سے مقرر کرے، جو اسلام کے اصولوں اور فلسفے کا، جس طرح قرآن پاک و سنت میں ان کا تعین کیا گیا ہے، علم رکھتے ہوں یا جنہیں پاکستان کے اقتصادی، سیاسی، قانونی اور انتظامی مسائل کا فہم و ادراک ہو۔ 2

اسی طرح آرٹیکل ۲۲۸ کی اگلی ذیلی شق (۳) کی رو سے یہ لازم قرار دیا گیا ہے کہ کونسل کے کم از کم دو ارکان سپریم کورٹ یا کسی ہائی کورٹ کے حاضر سروس یا سابق جج ہوں گے۔ اُن میں سے کم از کم ایک خاتون کا رکن کا ہونا بھی ضروری قرار دیا گیا ہے اور کونسل کے ارکان میں کم از کم چار اسلامی علوم کی تدریس و تحقیق کے کم از کم پندرہ سالہ تجربہ کے حامل ہوں گے۔ 3

اسلامی احکام اور اقدار کے تحفظ کے لیے وطنِ عزیز پاکستان حاصل کیا گیا اور پاکستان میں اسلامی قوانین کا نفاذ قیامِ پاکستان روز اول ہی سے کسی نہ کسی حد تک جاری رہا۔ قوانین کی اسلامی تشکیل کی سب سے پہلی

کڑی قرار داد مقاصد تھی جس میں اس بات کی منظوری دی گئی کہ مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی حلقہ ہائے عمل میں اس قابل بنایا جائے گا کہ وہ اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات ومقتضات کے مطابق گزار سکیں۔ اسی عزم کو حقیقت کا نام دینے کے لیے اسلامی نظریاتی کونسل قائم کی گئی۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور ۱۹۷۳ء کے آرٹیکل ۲۳۰ کے تحت کونسل کی ذمہ داری تھی کہ وہ مجلس شوریٰ اور صوبائی اسمبلی کو رائے دے جن کے تحت مسلمان اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی اسلام کے مطابق گزاریں۔ کونسل کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ موجودہ قوانین کو اسلامی قوانین کے ترازو میں پرکھے جو کہ کونسل اپنی ذمہ داری بہتر طریقے سے نباہ رہی ہے۔ اور کونسل کی کارکردگی کا عمومی جائزہ لیں تو نتیجہ نکلتا ہے کہ کونسل اب تک چھ ہزار پانچ سو سے زائد سفارشات مرتب کرچکی ہے اور نوے سے زائد سفارشات پر عمل ہوچکا ہے۔ اور عائلی مسائل میں رجعت، نان ونفقہ اور عدت سے متعلق کونسل کی سفارشات قابل ستائش ہیں۔ کونسل نے ایسی سفارشات پیش کیں جو موجودہ دور کی اہم ضروریات کو پورا کرتی ہیں۔

1. طلاق رجعی:

زوجہ کی ایک یا دو طلاق رجعی دینے کی صورت میں شوہر کو بلا مرضی زوجہ اور بلا نکاح یا مہر جدید قولاً وفعلاً اپنی زوجہ سے رجوع کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ بشرطے کہ بوقت رجوع عدت ختم نہ ہوئی ہو۔4

وہ طلاق ہے جس میں عدت کے اندر شوہر کو یہ اختیار ہوتا ہے کہ وہ چاہے تو اسے اپنی زوجیت میں بلا مرضی زوجہ (گرچہ عورت راضی نہ ہو) اگر عدت گزر جائے تو پھر سے نکاح کرنا ہوگا۔ 5

طلاق رجعی کا حکم:

طلاق رجعی کا حکم یہ ہے کہ طلاق دیتے ہی وہ نکاح سے نہیں نکلے گی بلکہ عدت گزرنے تک وہ نکاح میں رہے گی اس لیے عدت کے اندر شوہر اس کو دیکھ سکتا ہے، چھو سکتا ہے اور صحبت وغیرہ کر سکتا ہے مگر ایسا کرنے سے رجعت ہوجائے گی اور وہ رجعت نہ کرنا چاہے تو ان ساری چیزوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھے اور عورت کے لیے مناسب یہ ہے کہ وہ عدت میں اچھا زیب وزینت اور خوب بناؤ سنگھار کرتی رہے کہ ہو سکتا ہے مرد کا دل اس کی طرف مائل ہوجائے اور رجعت کرلے، عدت گزر گئی اور مرد نے رجعت نہیں کی تو وہ نکاح سے نکل جائے گی اور اب وہ اس کے لیے اجنبیہ کا حکم رکھے گی اور عدت کے بعد بغیر نکاح کے مرد اس کو اپنی بیوی نہیں بنا سکتا۔[6]

اسلامی نظریاتی کونسل نے مسلم عائلی قوانین آرڈیننس ۱۹۶۱ء پر مختلف ادوار میں شق وار غور کیا اور مطلقہ رجعیہ کے حوالے سے مذکورہ قانون کی دفعہ ۷ میں ترامیم کیں۔

کونسل میں غور:

اسلامی نظریاتی کونسل نے صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق کی ہدایت مورخہ ۱۵ نومبر ۱۹۷۸ء وزارت مذہبی امور کی وساطت سے بذریعہ مراسلہ نمبر اے ڈی جے-۲۳(۲)/۷۸ مورخہ ۲۹ نومبر ۱۹۷۸ء کی روشنی میں مسلم عائلی قوانین آرڈیننس ۱۹۶۱ء پر ۲۹ جنوری تا ۱۰ فروری ۱۹۷۹ء کو جسٹس محمد افضل چیمہ کی صدارت میں منعقدہ اجلاس میں از سر نو شق وار غور کیا اور درج ذیل ترامیم منظور کیں۔7

کونسل کی سفارش:

کونسل نے اجلاس میں مسلم عائلی قوانین آرڈیننس ۱۹۶۱ء کی دفعہ ۷ میں ترمیم کی کہ مذکورہ دفعہ ۷ کو درج ذیل طریقے پر تبدیل کیا جائے:

ذیلی دفعہ (۱) اگر بیوی کے مسلک کے مطابق طلاق رجعی ہو تو خاوند عدت کے دوران اس سے رجوع کر سکتا ہے۔

ذیلی دفعہ (۲)　اگر بیوی کے مسلک کے مطابق طلاق بائن ہو تو خاوند اس سے رجوع نہیں کر سکتا۔

ذیلی دفعہ (۵)　ایسی مطلقہ عورت جس کے مسلک کی رو سے طلاق مغلظہ ہو چکی ہو تو سابقہ خاوند سے دوبارہ حلالہ کیے بغیر نکاح باطل ہو گا۔8

کونسل میں دوبارہ غور:

کونسل نے ۲۳ ستمبر ۲۰۰۱ء کو ڈاکٹر شیر محمد زمان کی صدارت میں منعقدہ کونسل کے ۱۴۵ ویں اجلاس میں مسلم عائلی قوانین آرڈیننس ۱۹۶۱ء کی دفعہ ۷ میں غور کیا گیا کہ اگر شوہر اور بیوی دونوں کا فقہی مسلک ایک دوسرے سے مختلف ہو تو طلاق کے واقع ہونے کی صورت کس کے مسلک کا اعتبار کیا جائے گا اور اسی طرح کے دیگر مسائل پر بحث و تمحیص کے بعد کونسل میں مذکورہ دفعہ ۷ سے متعلق درج ذیل سفارش کی۔[9]

کونسل کا فیصلہ:

مذکورہ دفعہ کو از سر نو مرتب کرتے ہوئے اس کو درج ذیل طریقے سے تبدیل کیا جائے:

ثالثی کونسل شوہر کی طرف سے دیے گئے نوٹس کو اسی تاریخ سے موثر قرار دیا جائے جس تاریخ کو خاوند نے

طلاق دی ہو گی۔

طلاق کی نوعیت رجعی، بائن یا بائن مغلظہ کا انحصار طلاق کے الفاظ پر اور مطلقہ کے مسلک پر ہو گا۔

ایسی عورت جس کو طلاق مغلظہ ہو چکی ہو، تحلیل شرعی کے بغیر سابق شوہر سے اس کا نکاح باطل ہو گا۔10

کونسل میں ایک مرتبہ پھر سے غور:

کونسل نے ۱۰- ۱۱ مارچ ۲۰۱۴ء کو مولانا محمد خان شیرانی کی صدارت میں منعقدہ کونسل کے ۱۹۴ ویں اجلاس میں مسلم عائلی قوانین آرڈیننس ۱۹۶۱ء کی دفعہ ۷ میں غور کرتے ہوئے مذکورہ دفعہ ۷ کو مکمل غیر اسلامی قرار دیا۔ اور رکن کونسل علامہ زبیر احمد ظہیر نے کونسل کی سابقہ سفارشات کے حوالے سے رائے دیتے ہوئے کہا کہ سابقہ سفارش میں سے حلالہ کو حذف کر دینا چاہیے کیونکہ قرآن پاک میں نکاح کا ذکر ہے حلالہ کا ذکر نہیں ہے۔

رکن کونسل علامہ مصطفی رضوی نے رائے دیتے ہوئے کہا کہ سابق سفارشات میں لفظ حلالہ کے بجائے شرعی تقاضے کے الفاظ کو اختیار کیا جائے۔ اور انہوں نے مزید یہ بھی کہا کہ حضور ﷺ نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے حلالہ کیا جائے، ان پر لعنت فرمائی ہے۔

چیئرمین کونسل مولانا محمد خان شیرانی نے علامہ غلام مصطفی رضوی کی رائے کی تائید کرتے ہوئے متبادل الفاظ تجویز کیے۔ اور کہا کہ میری رائے کے مطابق سابقہ سفارش کو یوں تبدیل کیا جائے کہ "شرعی تقاضے پورے کئے بغیر سابقہ خاوند سے دوبارہ نکاح باطل ہو گا۔" نیز شخصی قوانین میں مسالک کا راز رکھا جائے گا اور اگر دونوں میاں بیوی کا مسلک ایک ہو تو پھر کوئی مسئلہ نہیں، لیکن اگر مسلک مختلف ہو گا تو پھر اس صورت میں عورت کے مسلک کا اعتبار کیا جائے گا۔11

کونسل کا فیصلہ:

کونسل نے متفقہ طور پر دفعہ ۷ کو مسترد کیا اور مذکورہ بالا تفصیلی بحث و تمحیص کے بعد کونسل کی سابقہ سفارش کو معمولی ترمیم کے ساتھ منظور کرتے ہوئے درج ذیل فیصلہ مرتب کیا:

اگر بیوی کے مسلک کے مطابق طلاق رجعی ہو تو خاوند عدت کے دوران اس سے رجوع کر سکتا ہے۔

اگر بیوی کے مسلک کے مطابق طلاق بائن ہو تو خاوند اس سے رجوع نہیں کر سکتا۔

ایسی مطلقہ عورت جس کے مسلک کی رو سے طلاق مغلظہ ہو چکی ہو تو سابقہ خاوند سے شرعی تقاضے پورے کیے

بغیر دوبارہ نکاح باطل ہو گا۔12

تجزیہ:

کونسل نے مسلم عائلی قوانین آرڈیننس ۱۹۶۱ء کی دفعہ ۷ پر مختلف ادوار میں غور کرکے مذکورہ دفعہ ۷ میں ترامیم کرکے رجعت کے حوالے سے مختلف سفارشات مرتب کیں۔سب سے پہلے جسٹس افضل چیمہ کے دور میں مذکورہ دفعہ میں ترمیم کرکے سفارشات مرتب کی گئیں کہ اگر بیوی کے مسلک کے مطابق طلاق رجعی ہو تو خاوند عدت کے دوران اس سے رجوع کر سکتا ہے۔اور اگر بیوی کے مسلک کے مطابق طلاق بائن ہو تو خاوند اس سے رجوع نہیں کر سکتا اور ایسی مطلقہعورت جس کے مسلک کی رو سے طلاق مغلظہ ہو چکی ہو تو سابقہ خاوند سے دوبارہ حلالہ کیے بغیر نکاح باطل ہو گا۔اور اس کے بعد ڈاکٹر شیر محمد زمان کے دور میں کونسل نے سابقہ کونسل کے فیصلے سے اختلاف کرتے ہوئے بیوی کے مسلک کی شرط کو حذف کرکے مطلقہ مسلک کے مطابق الفاظ درج کرنے کی سفارش کی نیز کونسل نے حلالہ کے بجائے تحلیل شرعی کے الفاظ کی سفارش کی کہ طلاق کی نوعیت رجعی، بائن یا بائن مغلظہ کا انحصار طلاق کے الفاظ پر اور مطلقہ مسلک پر ہو گا اور ایسی عورت جس کو طلاق مغلظہ ہو چکی ہو، تحلیل شرعی کے بغیر سابق شوہر سے اس کا نکاح باطل ہو گا۔اور اس کے بعد مولانا محمد خان شیرانی کے دور میں کونسل نے طلاق رجعی اور طلاق بائن کی صورت میں جسٹس افضل چیمہ کے دور کی کونسل سفارشات سے اتفاق کیا مگر طلاق مغلظہ کی صورت میں حلالہ اور تحلیل کی بجائے شرعی تقاضے کے الفاظ کا اضافہ کرتے ہوئے، ایسیمطلقہ عورت جس کے مسلک کی رو سے طلاق مغلظہ ہو چکی ہو تو سابقہ خاوند سے شرعی تقاضے پورے کیے بغیر دوبارہ نکاح باطل ہو گا، کی سفارش کی۔

راقم الحروف کی رائے کے مطابق مولانا محمد خان شیرانی کے دور کی سفارشات رجعت کے حوالے سے مناسب اور انتہائی جامع ہیں کیونکہ ان سفارشات میں خواتین کے حقوق کا پورا پورا تحفظ کیا گیا ہے۔

2. نان ونفقہ سے متعلق کونسل کی سفارشات

اسلامی نقطہ نظر سے نکاح ایک ایسا عقد ہے، جس کے نتیجے میں میاں بیوی کے باہمی حقوق ثابت ہوتے ہیں، بیوی کے حقوق میں سے ایک حق اس کی کفالت اور نان نفقہ کی فراہمی بھی ہے۔بیوی اپنے خاندان کو چھوڑ کر خاوند کے ساتھ جینے کا عہد وپیمان کرکے ہر نوع کی مالی ذمہ داری سے مبرا ہو جاتی ہے، اگر ایک طرف بیوی اپنے گھر بار

کی قربانی دے، کر ایک اجنبی شخص کے ساتھ زندگی گزارنے کا بار گراں اٹھائے اور دوسری جانب اسے کھانے کمانے کا ازخود بندوبست کرنے کا پابند رکھا جائے تو ایسا کرنا انصاف پر مبنی نہ ہوگا، اسی لیے اسلام نے جو خاندانی ضابطہ پیش کیا ہے، اس کی رو سے مرد اپنی بیوی کے جملہ کفالتی حقوق ادا کرنے کا قانوناً اور اخلاقاً ذمہ دار ہے۔ اس ضابطے کے تحت بیوی یہ حق محفوظ رکھتی ہے کہ وہ اپنے خاوند سے نفقہ کا مطالبہ کرے، اور اس حق کی وصولیابی کے لیے بوقت ضرورت قانونی راستہ اپنائے۔

نفقہ کا مفہوم

لفظ نفقہ نفق ینفق (باب نصر) سے اسم مصدر کا صیغہ ہے جس کی جمع نفاق اور نفقات آتی ہے۔ صاحب لسان العرب کہتے ہیں:

"نفقت الدراهم نفقااى نفدت"''دراہم نفقہ ہو گئے یعنی خرچ ہو کر ختم ہو گئے۔"اسی طرح کہتے ہیں:"نفق الشيء نفقا اى فني-"13"چیز ختم یا فنا ہو گئی۔"

امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں : "النَّفَقَةُ اسمٌ لما يُنْفَقُ۔"14"نفقہ اس چیز کا نام ہے جس کو خرچ کیا جاتا ہے۔"

استدلال میں قران مجید کی یہ آیت پیش کرتے ہیں:''وَما أَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ''15"جو چیز تم خرچ کرتے ہو۔"

مندرجہ بالا تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ لفظ نفقہ میں لغۃً کسی چیز کے فنا ہونے یا خرچ ہونے کا معنی پایا جاتا ہے۔

علامہ عبدالرحمٰن الجزیری نے نفقہ کی تعریف اس طرح کی ہے:

"فهو إخراج الشخص مؤنة من تجب عليه نفقته من خبز وأدم وكسوة ومسكن ونحو ذلك"16

"کسی شخص کا اپنے زیر کفالت افراد کے مالی واجبات سے عہدہ برا ہونا ہے جس میں خوارک، پوشاک اور رہائش وغیرہ کی فراہمی شامل ہے۔"

بیوی کو نفقہ کی فراہمی کا ثبوت:

شریعت کے مصادر میں زوجہ کو نفقہ کی فراہمی ایک معلوم اور متفق علیہ مسئلہ ہے۔ جو شریعت کے اصلی مصادر سے ثابت ہے تفصیل ذیل میں ملاحظہ ہو۔

قرآن مجید سے ثبوت:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:''وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ''17

''بچے کے والد پر دستور کے مطابق بیویوں کو نان نفقہ اور پوشاک دینا واجب ہے۔''

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:''لِيُنْفِقْ ذُو سَعَةٍ مِنْ سَعَتِهِ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنْفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ۔''18

''چاہیے کہ مالدار اپنی وسعت کے مطابق اپنی بیوی پر خرچ کرے اور جس کی رزق میں تنگی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال میں سے اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرے۔''

مذکورہ آیتوں کے سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں تذکرہ دوران عدت نفقہ کا ہورہا ہے کہ اسی حالت میں عورت کے لیے نفقہ ثابت ہے تاہم اس سے بوجہ دلالت نص منکوحہ کے لیے نفقہ کا وجوب خود بخود معلوم ہوتا ہے۔

سنت رسول ﷺ سے ثبوت

احادیث نبویہ میں بھی بیوی کے گھریلو اخراجات مرد کے ذمے لازم ٹھہرائے گئے ہیں ۔رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ، وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ،''19

''اور مرد اپنے اہل وعیال کا نگہبان ہے اور اس بارے میں اس سے پوچھا جائے گا۔''

بیوی کے لیے حق نفقہ کی حیثیت رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد سے بھی واضح ہوتی ہے جس میں آپ علیہ السلام نے ابوسفیانؓ کی زوجہ کو یہ اجازت مرحمت فرمائی :

''خُذِي مَا يَكْفِيكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوفِ''20

''ابوسفیان کے مال میں سے تم اتنا لے سکتی ہو جو تمہارے اور تمہارے بچے کے لیے معروف طریقے کے مطابق کافی ہو سکتا ہو۔''

آپ علیہ السلام نے اس بات کی ترغیب دی ہے کہ مرد اپنے صدقے کی ابتداء اپنے زیر کفالت افراد ہی سے کرے چنانچہ ارشاد فرمایا :

"وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ"[21] "اور ان لوگوں سے ابتداء کرو جس کی تم کفالت کرتے ہو۔" اس کے برعکس آپ علیہ السلام نے ایسا کرنا بڑا جرم بتایا ہے کہ آدمی اپنے اہل وعیال کا نان نفقہ روک کر انہیں فاقوں میں دھکیل دے ارشاد نبوی ہے:

"كَفَى بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يَحْبِسَ، عَمَّنْ يَمْلِكُ قُوتَهُ"[22]

"کسی شخص کے گناہ گار ہونے کے لیے یہ بس ہے کہ وہ اپنے ماتحت افراد کی روزی روک دے۔"

ایک صحابی نے جب اپنے تمام مال کو صدقہ کرنے کی اجازت مانگی تو آپ علیہ السلام نے صرف تہائی مال میں اس کو اجازت دے دی اور فرمایا:

"إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ، خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ"[23]

"آپ اپنے ورثاء کو اس حالت میں چھوڑ دیں کہ وہ آسودہ حال ہوں یہ اس سے بہتر ہے کہ تم انہیں محتاج چھوڑ دو جو لوگوں سے بھیک مانگنے پر مجبور ہوں۔"

اجماع امت سے ثبوت

علامہ ابن قدامہ نے نفقہ کے وجوب پر اجماع نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

"فَاتَّفَقَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلَى وُجُوبِ نَفَقَاتِ الزَّوْجَات عَلَى أَزْوَاجِهِنَّ"[24]

"اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ شوہروں پر بیویوں کا نان نفقہ واجب ہے۔"

مذکورہ بالا گفتگو کے بعد اس بات کا ادراک حاصل کریں کہ ملکی قانون نے خواتین کی کفالت کے لئے شوہر پر کیا ذمہ داری عائد کی ہے اور اسلامی نظریاتی کونسل نے حکومت وقت کو کن چیزوں کی طرف توجہ دلانے کی کوشش کی ہے۔

1۔ نان نفقہ میں اضافے اور وضاحت کی سفارش

اسلامی نظریاتی کونسل نے مطلقہ عورت کے نان نفقہ اور حق متاع کے حوالے سے مختلف ادوار میں سفارشات مرتب کیں۔

خواتین کے مقام و مرتبہ پر پاکستان کمیشن کی رپورٹ کی سفارشات چیئرمین کونسل جسٹس محمد حلیم کے دور مسند نشینی میں کونسل کو موصول ہوئیں۔ جنہیں ۱۹ تا ۲۱ میں مئی ۱۹۹۱ء کو چیئرمین کونسل جسٹس محمد حلیم کی صدارت میں منعقدہ کونسل کے آٹھویں اجلاس میں زیر بحث لایا گیا۔

خواتین کمیشن کی سفارش:

"بیوی کا نکاح ثانی تک نان و نفقہ حاصل کرنے کا مستحق ہونا جو کہ قرآنی حکم کے مطابق شوہر کے وسائل کے مطابق ہونا چاہیے۔"

مذکورہ سفارش کے جواب میں کونسل نے حسب ذیل سفارش کی کہ:

کونسل کی سفارش:

"قرآن وسنت کے تحت مطلقہ عورت صرف عدت کے مکمل ہونے تک نان ونفقہ کی مستحق ہے۔" 25

اس کے بعد لاء کمیشن پاکستان کی طرف سے اسلامی نظریاتی کونسل کو مطلقہ زوجہ کے خاوند کی طرف سے متعۃ طلاق کی موجودہ حالات میں اقتدار وسعت اور حیثیت وغیرہ پر غور کرنے کے لئے ۲۰ دسمبر ۱۹۹۳ء کو ایک مراسلہ بھیجا گیا۔26

کونسل میں مزید غور:

کونسل نے مذکورہ مسئلہ کو مزید غور کے لیے معیشت کمیٹی کے حوالے کیا۔ مذکورہ مسئلہ پر غور وخوض کے بعد معیشت کمیٹی نے اپنی رپورٹ کونسل کو پیش کی۔ معیشت کمیٹی کی رپورٹ پر کونسل نے ۲۴ تا ۲۶ نومبر ۱۹۹۸ء کو منعقدہ ۱۳۴ویں اجلاس میں غور کرنے کے بعد درج ذیل فیصلہ کیا:

اگر متعۃ الطلاق سے مراد مطلقہ کے تاحیات نان ونفقہ کی ذمہ داری ہے تو شریعت کا موقف اس سلسلے میں بڑا واضح ہے کہ طلاق کے بعد شوہر مطلقہ کے نان ونفقہ اور رہائش کا ذمہ دار صرف عدت کی مدت تک ہے۔ اور یہ ذمہ داری عدت کے بعد اس عورت کے اولیاء (قرابت داروں) کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔ لہٰذا ایسی کوئی تجویز، جس کے مطابق عدت کے بعد بھی مطلقہ کے نان ونفقہ کا ذمہ دار کسی سابق شوہر کو ٹھہرایا جانا مطلوب ہو، اسلامی شریعت سے متعارض ہو گی۔ مطلقہ اگر بے سہارا اور بے وسیلہ ہو تو شریعت کے مطابق اس کے اولیاء (قرابت دار) شرعی ترتیب سے اس مطلقہ کے نان و نفقہ کے ذمہ دار ہوں گے جس کی تفصیل اسلامی

(کتب) فقہ میں باب النفقات میں بیان کی گئی اور کونسل اس کے لئے ایک آرڈیننس "نفقہ برائے نادار اقربا" کا مسودہ اپنے ایک سابقہ اجلاس میں منظور کرچکی ہے۔اور اگر وہ بھی اس کی استطاعت نہ رکھتے ہوں تو شریعت کے مطابق اس کے نان ونفقہ کا ذمہ دار بیت المال ہوگا۔27

کونسل میں مزید غور:

اس کے بعد چیئرمین کونسل ڈاکٹر خالد مسعود کے دور میں حق متاع سے متعلق عائلی قوانین میں ترمیم کے حوالے سے رائج الوقت قوانین پر نظر ثانی (۲۰۰۶-۲۰۰۷ء) کرتے ہوئے کونسل کی لاء کمیٹی نے حسب ذیل فیصلہ دیا:

لاء کمیٹی کا فیصلہ:

"طلاق کے مؤثر ہو جانے کے بعد مطلقہ عورتیں اگر چاہیں تو خاوند کے معاشی حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے عدالت ان کے لئے "متاع حیات" کی مقدار متعین کرنے کا حکم صادر کر سکتی ہے ہے جو کہ یکمشت بھی ہو سکتی ہے اور ماہ بہ ماہ بھی، مطلقہ عورت کی جب تک اگلی شادی نہ ہو جائے"۔28

کونسل کی سفارش:

"متاع حیات" میں لفظ "حیات" کو حذف کرنے اور "متاع" سے پہلے قرآن کریم کے عطا کردہ حق کا اضافہ تجویز کرتے ہوئے کونسل نے لاء کمیٹی کے فیصلے سے اتفاق کیا اور مذکورہ ترامیم کے ساتھ از سر نو سفارش کے متن کو مرتب کیا۔

"طلاق کے مؤثر ہو جانے کے بعد مطلقہ عورتیں اگر چاہے تو خاوند کے معاشی حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے عدالت ان کے لیے قرآن کے مطابق عطا کردہ حق "متاع" کی مقدار متعین کرنے کا حکم صادر کر سکتی ہے جو کہ یکمشت بھی ہو سکتی ہے اور ماہ بہ ماہ بھی، مطلقہ عورت کی جب تک اگلی شادی نہ ہو جائے"۔29

تجزیہ:

مطلقہ عورت کے نان ونفقہ اور حق متاع کے حوالے سے چیئرمین کونسل جسٹس محمد حلیم اور ڈاکٹر خالد مسعود کے دور میں کونسل نے غور وخوض کرکے سفارشات مرتب کیں۔سب سے پہلے کونسل نے جسٹس محمد حلیم کے دور میں خواتین کمیشن کی سفارش کہ مطلقہ عورت نکاح ثانی تک نان ونفقہ کی مستحق ہو، کے جواب میں سفارش پیش

کی کہ مطلقہ عورت قرآن و سنت کے مطابق صرف عدت کے خاتمے تک نان ونفقہ کی مستحق ہے۔اس کے بعد لاء کمیشن کے استفسار کے جواب میں متعۃ الطلاق کے حوالے سے کونسل نے یہ قرار دیا کہ خاوند پر مطلقہ عورت کے نان ونفقہ اور رہائش کی ذمہ داری صرف عدت کے مکمل ہونے تک ہے اور عدت کے بعد مطلقہ کے نان و نفقہ کی ذمہ داری عورت کے اولیاء اور قرابت داروں کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔اس کے بعد کونسل نے ڈاکٹر خالد مسعود کے دور میں سابقہ سفارشات سے اختلاف کرتے ہوئے مطلقہ کو نکاح ثانی تک حق متاع کا مستحق قرار دیا اور سفارش کی کہ جب طلاق مؤثر ہو جائے اور مطلقہ عورتیں اگر چاہیں تو خاوند کے معاشی حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے عدالت ان کے لیے قرآن کے مطابق عطا کردہ حق "متاع" کی مقدار متعین کرنے کا حکم صادر کر سکتی ہے جو کہ یکمشت بھی ہو سکتی ہے اور ماہ بہ ماہ بھی، مطلقہ عورت کی جب تک اگلی شادی نہ ہو جائے۔

راقم الحروف کی رائے کے مطابق جسٹس محمد حلیم کے دور میں پیش کی گئی کونسل کی سفارشات درست اور مناسب ہیں اور شریعت کے مطابق بھی ہیں کیونکہ مطلقہ عورت کا نان ونفقہ اور حق متاع شرعی نصوص کے مطابق صرف عدت کی مدت مکمل ہونے تک خاوند کے ذمہ ہے۔جیسا کہ المحیط البرہانی میں لکھا ہے کہ:

"اجتمع على المطلقة طلاقاً رجعياً تستحق النفقة والسكنى ما دامت العدة قائمة سواء كانت حاملاً أو حائلاً،۔۔۔۔وأما المبتوتة فلها النفقة والسكنى أيضاً ما دامت في العدة حائلاً كانت أو حاملاً، وهذا مذهبنا." 30

ترجمہ: "فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مطلقہ رجعیہ چاہے وہ حاملہ ہو یا غیر حاملہ، جب تک عدت میں ہے نفقہ اور رہائش کی مستحق ہے، اور مطلقہ بائنہ چاہے وہ حاملہ ہو یا غیر حاملہ جب تک عدت میں ہے نفقہ اور رہائش کی مستحق ہے، اور یہی ہمارا (احناف کا) مذہب ہے۔"

3. عدت سے متعلق اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات

قبل از اسلام عورت جن مشکلات سے دوچار تھی ان میں بڑا مسئلہ عدت گزارنے کا تھا یعنی جس عورت کا شوہر اپنی زوجہ کو طلاق دے دیتا یا پھر شوہر فوت ہو جاتا تو عورت مرتے دم تک زندگی عدت میں گزار دیتی۔پھر مزید ستم یہ کہ عورت کے عدت ایام مقرر شدہ نہ تھے اور نہ ہی ان کی حدبندی تھی، اور بیوہ اور مطلقہ کے لئے ستم بالا ستم قیدوبند کی صعوبتیں یہ تھیں کہ تاحیات کسی دوسرے شخص سے شادی

کرنے سے محروم ہو جاتی اور پھر ایسی عورت کو معاشرے میں منحوس ترین عورت قرار دیا جاتا تھا، اس صورت حال میں اسلام نے عورت کی بے بسی اور پُر تکلیف مسائل سے نجات دلائی۔

عدت کی تعریف

"عدت سے مراد وہ دورانیہ ہے جو عورت کو شوہر سے خلع لینے، یا طلاق یا شوہر کی موت واقع ہونے یا تنسیخ نکاح کے بعد خاص مدت کے لئے گزارنا ہوتا ہے۔"31

عورتوں کے مختلف احوال کے مطابق عدت کے احکام الگ الگ ہیں۔ انہیں ذیل میں بیان کیا جاتا ہے:

1۔ جن بالغ لڑکیوں کے نکاح کے بعد ان کی رخصتی ہو گئی ہو، بعد میں انھیں طلاق دے دی جائے، ان کی عدت تین حیض ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ"32

"جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہو، وہ تین مرتبہ ایام ماہواری آنے تک اپنے آپ کو روکے رکھیں۔"

2۔ جن لڑکیوں یا عورتوں کو حیض نہ آتا ہو، چاہے حیض ابھی آنا نہ شروع ہوا ہو (یعنی لڑکی نابالغ ہو) یا حیض آنا بند ہو گیا ہو (یعنی عورت بڑی عمر کو پہنچ گئی ہو) ان کی عدت تین ماہ ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

"وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ"33

"اور تمہاری عورتوں میں سے جو حیض سے مایوس ہو چکی ہوں ان کے معاملے میں اگر تم لوگوں کو کوئی شک لاحق ہے تو (تمھیں معلوم ہو کہ) ان کی عدت تین مہینے ہے اور یہی حکم ان کا ہے جنھیں ابھی حیض نہ آیا ہو"۔

3۔ نکاح کے بعد رخصتی سے قبل ہی اگر کسی لڑکی یا عورت کو طلاق دے دی جائے تو اس کی عدت نہیں ہے، چاہے وہ حائضہ ہو یا غیر حائضہ۔ وہ طلاق پاتے ہی دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّونَهَا"34

"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو اور پھر انھیں ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دو، تو تمھاری طرف سے ان پر کوئی عدت لازم نہیں ہے، جس کے پورے ہونے کا تم مطالبہ کر سکو۔"

"وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ"35

5۔ حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور حاملہ عورتوں کی عدت کی حد یہ ہے کہ ان کا وضع حمل ہو جائے۔''

6۔ اگر بیوہ حاملہ ہو تو اس کی عدت کیا ہو گی؟ چار ماہ دس دن یا وضع حمل؟ اس سلسلے میں فقہا کا اختلاف ہے۔ مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ نے اپنی تفسیر تفہیم القرآن میں اس پر ایک طویل حاشیہ لکھا ہے، جس سے اس مسئلے کی اچھی طرح وضاحت ہو جاتی ہے۔ اسے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے: ''اس امر پر تمام اہل علم کا اجماع ہے کہ مطلقہ حاملہ کی عدت وضع حمل تک ہے۔ لیکن اس امر میں اختلاف واقع ہو گیا ہے کہ آیا یہی حکم اس عورت کا بھی ہے جس کا شوہر زمانہ حمل میں وفات پا گیا ہو؟ یہ اختلاف اس وجہ سے ہوا ہے کہ سورۂ بقرہ آیت ۲۳۴ میں اس عورت کی عدت چار مہینے دس دن بیان کی گئی ہے جس کا شوہر وفات پا جائے اور وہاں اس امر کی کوئی تصریح نہیں ہے کہ یہ حکم آیا تمام بیوہ عورتوں کے لیے عام ہے یا ان عورتوں کے لیے خاص ہے جو حاملہ نہ ہوں؟

صحابہ کی کثیر تعداد سے یہی مسلک منقول ہے۔ امام مالک، امام شافعی، عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے حاملہ بیوہ کا مسئلہ پوچھا گیا تو انہوں نے کہا اس کی عدت وضع حمل کی ہے۔ اس پر انصار میں سے ایک صاحب بولے کہ حضرت عمرؓ نے تو یہاں تک کہا تھا کہ اگر شوہر ابھی دفن بھی نہ ہوا ہو بلکہ اس کی لاش اس کے بستر پر ہی ہو اور اس کی بیوی کے ہاں بچہ ہو جائے تو وہ دوسرے نکاح کے لیے حلال ہو جائے گی۔ یہی رائے حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابو مسعود بدری اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنھم کی ہے، اور اسی کو ائمہ اربعہ اور دوسرے اکابر فقہا نے اختیار کیا ہے۔''36

عدت کی بحث کے بعد اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کا تجزیہ پیش کرتے ہیں۔

1۔ عدت سے متعلق کونسل کی سفارشات

اسلامی نظریاتی کونسل نے صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق کی ہدایت مورخہ ۱۵ نومبر ۱۹۷۸ء وزارت مذہبی امور کی وساطت سے بذریعہ مراسلہ نمبر اے ڈی جے-۲۳(۲)/۷۸ مورخہ ۲۹ نومبر ۱۹۷۸ء کی روشنی میں مسلم عائلی قوانین آرڈیننس ۱۹۶۱ء پر ۲۹ جنوری تا ۱۰ فروری ۱۹۷۹ء کو جسٹس محمد افضل چیمہ کی صدارت میں منعقدہ اجلاس میں از سر نو شق وار غور کیا اور درج ذیل ترامیم منظور کیں۔37

کونسل کی سفارش:

کونسل نے اجلاس میں مسلم عائلی قوانین آرڈیننس ۱۹۶۱ء کی دفعہ ۷ میں ترمیم کرکے مذکورہ دفعہ ۷ کی ذیلی دفعہ ٦ میں عدت کی مدت کے حوالے سے درج ذیل سفارشات پیش کیں:

دفعہ ۷(٦)   عدت کی مدت درج ذیل طریقہ پر شمار ہو گی:

(الف) غیر حاملہ عورت جسے حیض آتا ہو اس کے لیے عدت کی مدت طلاق کے بعد تین مرتبہ حیض کا گزر جانا ہے اور اگر عورت کا تعلق اثنا عشری مسلک سے ہے تو اس کے لیے عدت تین طہر گزر جانا ہے۔

(ب) جس عورت یا لڑکی کو حیض نہ آتا ہو اس کے لیے عدت کی مدت ہے طلاق کے وقت سے قمری تقویم کے لحاظ سے تین مہینے۔

(ج) حاملہ عورت کے لئے عدت کی مدت ہے وضع حمل۔38

کونسل میں دوبارہ غور:

کونسل نے ۲۳ ستمبر ۲۰۰۱ء کو ڈاکٹر شیر محمد زمان کی صدارت میں منعقدہ کونسل کے ۱۴۵ ویں اجلاس میں مسلم عائلی قوانین آرڈیننس ۱۹۶۱ء کی دفعہ ۷ میں غور کرتے ہوئے مذکورہ دفعہ کی ذیلی دفعہ ٦ میں عدت کے حوالے سے ترمیم کرتے ہوئے کونسل کی سابقہ سفارشات کو بعینہ قائم رکھا۔39

کونسل میں ایک مرتبہ پھر سے غور:

کونسل نے ۱۰- ۱۱ مارچ ۲۰۱۴ء کو مولانا محمد خان شیرانی کی صدارت میں منعقدہ کونسل کے ۱۹۴ ویں اجلاس میں مسلم عائلی قوانین آرڈیننس ۱۹۶۱ء کی دفعہ ۷ میں غور کرتے ہوئے مذکورہ دفعہ ۷ کی ذیلی دفعہ ٦ میں عدت کے حوالے سے ترمیم کرتے ہوئے کونسل کی سابقہ سفارشات سے اتفاق کیا۔40

تاہم مطلقہ رجعیہ کے لیے کونسل نے اپنی رپورٹ معاشرتی اصلاحات میں عدت کے دوران خاوند کے گھر میں رہائش کے اہتمام کی سفارش کی:

"قانوناً اس بات کو لازمی قرار دیا گیا کہ طلاق رجعی کی صورت میں عدت کے دوران میاں بیوی دونوں ایک ہی جگہ رہائش پذیر رہیں گے اور خلاف ورزی کرنے والے پر جرمانہ کی سزا عائد کی جائے گی، اور مذکورہ پابندی کا مقصد یہ ہے کہ فریقین کو کئی ماہ تک ایک ساتھ رہنے سے رجوع کے مواقع میسر رہیں گے اور یہی شریعت کی اصل منشا ہے۔"41

تجزیہ:

کونسل نے مسلم عائلی قوانین آرڈیننس ۱۹۶۱ء کی دفعہ ۷ پر مختلف ادوار میں غور کرکے مذکورہ دفعہ ۷ کی ذیلی دفعہ ۶ میں ترمیم کرکے عدت کی مدت کے حوالے سے سفارشات مرتب کیں۔ سب سے پہلے جسٹس افضل چیمہ کے دور میں مذکورہ دفعہ میں ترمیم کرکے کے سفارش مرتب کی گئی غیر حاملہ عورت جسے حیض آتا ہو اس کے لیے عدت کی مدت طلاق کے بعد تین مرتبہ حیض کا گزر جانا ہے اور اگر عورت کا تعلق اثنا عشری مسلک سے ہے تو اس کے لیے عدت تین طہر گزر جانا ہے اور جس عورت یا لڑکی کو حیض نہ آتا ہو اس کے لیے عدت کی مدت ہے طلاق کے وقت سے قمری تقویم کے لحاظ سے تین مہینے اور حاملہ عورت کے لئے وضع حمل عدت کی مدت ہے۔ اس کے بعد ڈاکٹر شیر محمد زمان اور مولانا محمد خان شیرانی کے دور میں کونسل نے مذکورہ دفعہ پر دوبارہ سے غور کیا اور کونسل کی سابقہ سفارشات سے اتفاق کیا۔

راقم الحروف کی رائے کے مطابق کونسل کی سفارشات درست اور مناسب ہیں اور یہ قرآنی نصوص کے مطابق ہیں۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ:

''وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ''42''اور طلاق والی عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں۔''

''وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ''43

''اور تمہاری عورتوں میں سے جو عورتیں حیض سے ناامید ہوگئی ہوں، اگر تمہیں شبہ ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور ان کی بھی جنہیں حیض آنا شروع نہ ہوا ہو اور حاملہ عورتوں کی عدت ان کے وضع حمل ہے۔''

اس کے علاوہ مطلقہ رجعیہ کے لئے اس کے خاوند کے گھر میں رہائش کے اہتمام سے متعلق کونسل کی سفارش بھی درست اور مناسب ہے اور یہ بھی قرآنی نصوص کے مطابق ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ:

''لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ''44''نہ تم انہیں ان کے گھر سے نکالو اور نہ وہ (خود) نکلیں۔''

اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ:

''أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وُجْدِكُمْ وَلَا تُضَارُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ''45

"تم اپنی طاقت کے مطابق جہاں تم رہتے ہو وہاں ان (طلاق والی) عورتوں کو رکھو اور انہیں تنگ کرنے کے لئے تکلیف نہ پہنچاؤ"۔

لہٰذا مطلقہ رجعیہ کی صورت میں بیوی کو شوہر کے گھر میں رہائش دینے کے اہتمام کو قانونی اور لازمی قرار دینے سے متعلق کونسل کی سفارش مناسب ہے اور شریعت کی اصل منشاء کے مطابق ہے۔

خلاصہ ونتائج

مندرجہ بالا تحقیق کی روشنی میں ثابت ہوتا ہے کہ نان نفقہ کی فراہمی عورت کا حق ہے اور مرد کے کندھوں پر ایک ذمہ داری ہے جس سے عہدہ براہونے کے لیے شرعاً اور اخلاقاً ہر طرح جواب دہ ہے۔ عورت کا استحقاق نفقہ اس اطاعت کی وجہ سے ہے جو وہ اپنے اختیار سے خاوند کے ساتھ رہنے پر رضامندی کی صورت میں بجالاتی ہے، اگر عورت نکاح کے نتیجے میں آنے والے خاوند کے حق اطاعت کو تسلیم نہ کرے، یا بغیر کسی معقول سبب کے خاوند کے ساتھ رہنے کی پابند نہ رہے تو پھر اس کا استحقاق نفع ساقط ہو گا۔ نفقہ میں عورت کا خاوند کی مالی حیثیت پر انحصار ہو گا، نفقہ کی وصولی کے لیے بیوی قانونی چارہ جوئی کر سکتی ہے اور قانون کے راستے سے اس حق کی فراہمی کو ممکن بنا سکتی ہے۔ پاکستانی قوانین میں مذکورہ ضابطہ شرعی اصولوں کے عین مطابق ہے۔

حواشی

[1]۔ اسلامی نظریاتی کونسل، سالانہ رپورٹ ۲۰۱۶۔۲۰۱۵، ص ۳

[2]۔ اسلامی نظریاتی کونسل، سالانہ رپورٹ ۲۰۱۶۔۲۰۱۵، ص ۵

[3]۔ اسلامی نظریاتی کونسل، سالانہ رپورٹ ۲۰۱۶۔۲۰۱۵، ص ٦

[4]۔ تنزیل الرحمٰن، مجموعہ قوانین اسلامی، ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، راولپنڈی، ۱۹۸۴ء، ۲/ ۴۷۴

[5]۔ الزحیلی، وہبہ بن مصطفیٰ، فقه الاسلامی وادلته، تقسيم الطلاق إلى رجعي وبائن، الناشر، دارالفکر، دمشق، س ن، ۶۹۵۵/۹۔

[6]۔ الکاسانی، ابو بکر بن مسعود بن احمد، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، فَصْلٌ فِي بَيَانِ حُكْمِ الطَّلَاقِ، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۰٦ھ، ۱۸۰/ ۳۔

[7]۔ دسویں رپورٹ مسلم عائلی قوانین، ص:۲۹

[8]۔ دسویں رپورٹ مسلم عائلی قوانین، ص:۳۱

[9]۔ سالانہ رپورٹ ۰۲-۲۰۰۱ء، ص:۴٦

[10]۔ سالانہ رپورٹ ۰۲-۲۰۰۱ء، ص:۴۷-۴۶

[11]۔ سالانہ رپورٹ ۱۴-۲۰۱۳ء، ص:۱۳۰

[12]۔ سالانہ رپورٹ ۱۴-۲۰۱۳ء، ص:۱۸۲-۱۸۱

[13]۔ محمد بن مکرم بن منظور افریقی، لسان العرب، دار صادر بیروت ۱۴۱۴ھ، ۱۰/ ۳۵۷

[14]۔ امام راغب اصفہانی، المفردات فی غریب القرآن، دار القلم بیروت ۱۴۱۲ھ، ۱/ ۸۱۹

[15]۔ البقرہ ۲:۲۷۰

[16]۔ عبد الرحمن الجزیری، الفقہ علی المذاہب الاربعۃ، دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۴ھ، ۴/ ۴۸۵

[17]۔ سورۃ البقرہ ۲: ۲۳۳

[18]۔ سورۃ الطلاق ۶۵:۷

[19]۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، مکتبہ دار النجاہ، ۱۴۲۲ھ، حدیث ۱۳۸۷

[20]۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، حدیث ۱۸۰۷

[21]۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، حدیث ۵۳۵۵

[22]۔ المسلم، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، حدیث ۲۳۱۲

[23]۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، حدیث ۱۲۹۵

[24]۔ علامہ ابن قدامہ المقدسی، المغنی، کتبۃ القاہرۃ ۱۳۸۸ھ، ۸/ ۱۹۵

[25]۔ دسویں رپورٹ مسلم عائلی قوانین، ص:۸۱

[26]۔ سالانہ رپورٹ ۹۸-۱۹۹۷ء، ص:۸۲

[27]۔ سالانہ رپورٹ ۹۹-۱۹۹۸ء، ص:۶۶-۶۵

[28]۔ سالانہ رپورٹ ۰۹-۲۰۰۸ء، ص:۳۱

[29]۔ سالانہ رپورٹ ۰۹-۲۰۰۸ء، ص:۱۷۰

[30]۔ ابن مازۃ، برہان الدین محمود، المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی، کتاب النفقات، ۳/ ۵۹۳

[31]۔ تنزیل الرحمٰن، مجموعہ قوانین اسلامی، ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، راولپنڈی، ۱۹۷۶ء، ۲/ ۶۴۵

[32]۔ البقرہ ۲:۲۲۸

[33]۔ الطلاق ۶۵:۴

[34]۔ الاحزاب ۳۳:۴۹

[35]۔ الطلاق ۶۴:۴

[36]۔ مودودی، سید ابو الاعلیٰ، تفہیم القرآن، ۵/ ۵۷۱-۵۷۲۔ سورہ الطلاق، حاشیہ ۱۴

[37]۔ دسویں رپورٹ مسلم عائلی قوانین، ص:۲۹

[38] ۔دسویں رپورٹ مسلم عائلی قوانین، ص:۳۱

[39] ۔سالانہ رپورٹ ۲۰۰۱-۰۲ء، ص:۴۷

[40] ۔سالانہ رپورٹ ۲۰۱۳-۱۴ء، ص:۱۸۲

[41] ۔رپورٹ معاشرتی اصلاحات، ص:۳۷-۳۸

[42] ۔البقرہ۲:۲۲۸

[43] ۔الطلاق۶۵: ۴

[44] ۔الطلاق۶۵: ۱

[45] ۔الطلاق۶۵: ۶

References:

1. Al-Qurān-ul-karīm, al-ahzāb33:49
2. Al-Qurān-ul-karīm,al-baqara2:228,233,280
3. Al-Qurān-ul-karīm,al-talāq65:1,4,6,7
4. Abd-ul-rehmān al-jazāerī, alfiqhala al-mazāhib al-arba, dār al-kutub al-eliyya, bīrūt, 1424H, 4/485
5. Al-asfahānī, al-rāghib, al-mufridātfīgharīb al-qurān, dār al-qalam, bīrūt, 1412H, 01/819
6. Al-bukhārī, Muhammad bin Ismāel, al-jame al-sahīh, maktabahdār al-najāh, 1422H,hadith:7137,7180,5355
7. Al-bukhārī, Muhammad bin Ismāʿīl 256H, al-tārīkh-ul-kabīr, dār-ul-kutub-al-ʿlmiyah-bīrūt-labnān
8. Al-jauharī, ismāeīl bin hammād 393H, al-sihāhtaj-ul-lughawasihāh-ul-arabia, dar-ul-ilamlilmalayīn, bīrūtlabnān, 4th edition.
9. Alkāsānī, abūbakr bin saad, badāeu al-sanāefītartīb al-sharāe, dār-ul-kutub al-elmiyya, bīrūt,1404H, 3/180
10. Al-khitābī, Ahmad bin muammad al-bastī 377H, maalim-ul-sunan, almaktabat-ul-elmiya, halab, 1st edition 1325H.
11. Almaqdasī, abn-u-qudāma, al-mughnī, mktabah al-qāhira, 1388H, 8/195
12. Al-muslim, muslim bin hajjāj, sahīh-u- muslim, hadith:2312
13. ~~Al raghib al asfahānī 502H, Al mufradātfīgharīb al qurān, dār ul marifa, bīrūt.~~

14. Al-tirmadhī, Muhammad bin esa 279H, al-sunan, Maktabah al-maʿārif l-el-nashrewa-al-tūzīe, al-riyaḍ, 2nd edition 1417H.
15. Al-zubaīdī, Muhammad murtazāhusaīnī 1204H, tājulurūs min jawāhirilqāmūs, government press of Kuwait, published in different years.
16. Al-zuhīlī,wahba bin Mustafā, fiqhu-ul-ilāmīwaadillatuh,dār al-fikr, damishq, 9/6955
17. Ibn-e-manzūr al-afrīqī 711H, lisān-ul-arab, dār-ul-maʿārif, qāhira, Egypt.
18. Ibn-e-māza, burhān al-din Mahmūd, almuhīt al-burhānī fi al-fiqh al-numānī, 3/593
19. Islamic ideological council Pākistān, Annual report 1997-98, p65
20. Islamic ideological council Pākistān, Annual report 1998-99, p65,66
21. Islamic ideological council Pākistān, Annual report 2001-02, p46,47
22. Islamic ideological council Pākistān, Annual report 2008-09, p31,170
23. Islamic ideological council Pākistān, Annual report 2013-14, p130,181,182
24. Islamic ideological council Pākistān, Annual report 2015-16, p5
25. Islamic ideological council Pākistān, Annual report 2015-16, p6
26. Islamic ideological council Pākistān, Muslim Family Law,10th report,p29,31,81
27. Islamic ideological council Pākistān, social reforms report,p37,38
28. Maudūdī, abu –al-alā, tafhīm al-qurān, 5/571-572
29. Muhammad bin mukarram bin manzoor, lisān al-arab, dār-u-sādir, bīrūt, 1414H, 10/357
30. Muslim bin hajjāj 261H, al-musnad al-sahīh al-mukhtasar, dartayyeba l-el-nashrewa-al-tūzīe, al-riyaḍ, 1st edition 1427H.
31. Tanzīl al-rehmān, majmuaqawānīn e islāmī, idārātahqīqāt e islāmī, Rāwalpindī, 1984, 2/474
32. Tanzīl al-rehmān, majmuaqawānīn e islāmī, idāratahqīqātislāmī, Rāwalpindī,1976, 2/645